دلائل اثبات امامت

<"xml encoding="UTF-8?>

سلسلہ ٔ نشستھائے معارف اسلامی کی یہ چوتھی نشست ھے جس میں امامت کے متعلق گفتگو کرنا ھے اور یہ گفتگو نو دلیلوں پر مشتمل ھو گی ۔
تمام علمائے اسلام اس بات پر متفق ھیں کہ انبیائے الٰھی میں مندرجہ ذیل صفات کا ھونا ضروری ھے۔ ان صفات و خصوصیات کے متعلق اھلسنت و شیعہ کے درمیان کوئی اختلاف نھیں ھے ۔

(۱) پھلی صفت جو ایک نبی کے لئے ضروری ھے وہ یہ ھے کہ اس کے پاس وسیع علم ھونا چاھئے یعنی وہ تمام چیزیں جو ھدایت بشر کے لئے ضروری ھیں نبی انھیں جانتا ھو ۔ ایسا کوئی بھی مسئلہ جو لوگوں کی ھدایت کے لئے ضروری ھو اور نبی اس کو نہ جانتا ھوتو پھروہ نبی نھیں کھلایا جاسکتا۔

(۲) دوسری صفت یہ ھے کہ وہ عظیم قدرت و طاقت کا حامل ھو ۔ھماری کتابوں میں اس طاقت کو بعنوان معجزہ ذکر کیا جاتا ھے ۔ آدم سے لے کر خاتم تک کسی نبی نے یہ نھیں کھا کہ ھم عام لوگوں کی طرح صرف معمولی کام انجام دے سکتے ھیں غیر معمولی کام انجام دینے سے قاصر ھیں ۔ اگر کوئی نبی اس بات کو کھے تو یقینا وہ نبی نھیں ھو سکتا لھذا نبی کو حتماً صاحب اعجاز ھونا چاھئے۔ اگر وہ چاھے تو درخت چلنے لگے ،ایک خشک درخت کو ھرا بھراا ور پھل دار بنا دے اور یہ سب کچھ آن واحد میں ھو جائے ۔علم کلام کی روشنی میں اسے ولایت تکوینی سے موسوم کیا جاتا ھے یعنی نبی تکوینیات میں بھی دخیل ھو سکتا ھے ۔معجزہ وہ دلیل ھے جس کی بنا ء پر لوگ ایک نبی کی نبوت کو تسلیم کرتے ھیں لھذا نبی کے پاس وسیع علم کے ساتھ ساتھ معجزہ بھی ھونا چاھئے ۔
یہ ایک طویل بحث ھے ۔مختصر یہ کہ نبی اور ایک معمولی انسان کے درمیان یہ فرق پایا جاتا ھے کہ نبی خارق عادات و غیر طبیعی امور کو انجام دے سکتا ھے لیکن معمولی انسان غیر طبیعی امور کو انجام نھیں دے سکتا ۔

(۳) تیسری صفت جو ایک نبی میں ھونی چاھئے وہ عصمت ھے یعنی نبی عالم غیب سے ایک آئین زندگی حاصل کرے اور لوگوں کے حوالے کر دے تاکہ لوگ اس آئین زندگی کو اپنے وجود کا حصہ بنا کر منزل کمال سے ھم کنار ھوسکیں ۔اس کا عالم غیب سے آئین زندگی کا حاصل کرنا ،اپنے پاس محفوظ کرنا اور لوگوں تک پھنچاناوغیرہ جیسے تمام مراحل کے لئے عصمت کا ھونا ضروری ھے ۔ یھی وجہ ھے کہ نبی تمام صورتوں اور حالات میں غلطی سے محفوظ ھوتا ھے ۔

(۴) چوتھی صفت جو ایک نبی کے لئے ضروری ھے وہ یہ ھے کہ عالم وحی اور فرشتوں سے اس کا ارتباط ھو۔ یہ صفت مذکورہ صفات کا لازمہ ھے۔ اگر کوئی نبی یہ کھے کہ اسکا عالم وحی سے کوئی رابطہ نھیں ھے توقطعاً نبی نھیں ھو سکتا ۔بھرحال کسی نہ کسی صورت میں اس کا رابطہ عالم وحی سے ھونا چاھئے خواہ براہ راست ھو یا با لواسطہ حتیٰ عالم خواب میں ، اس لئے کہ یہ رابطہ اس کو ان تمام گذشتہ صفات کا حامل بناتا ھے ۔

(۵) پانچویں صفت ان انبیاء سے مخصوص ھے جواولو العزم اورصاحب کتاب و شریعت ھیں ۔انھیں تمام فضائل و کمالات کی بنا پر وہ تمام افراد سے افضل ھوتے ھےں اور لوگ ان کی اتباع کرتے ھیں ۔ اگر یہ فضائل ان کے اندر نہ پائیں جائیں تو ان کی لائی ھو ئی کتاب و شریعت کا نفاذ معاشرہ میں نھیں ھو سکتااور نہ ھی انھیں کوئی تسلیم کر سکتا ھے۔کیونکہ مزاج انسانی اس بات کی اجازت نھیں دیتا کہ کمال سے عاری انسان کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے ۔

(٦) چھٹی صفت یہ ھے کہ نبی کا انتخاب صرف خدا کر سکتا ھے ۔ بندہ کو یہ حق حاصل نھیں ھے کہ وہ نبی کو انتخاب کرے کیونکہ اس کے لئے کہ صلاحیت درکار ھوتی ھے ۔ جو خصوصیات انبیا ء کے لئے بیان کی گئیں ھیں وہ ایسی خصوصیات نھیں ھیں جنھیں عوام الناس تشخیص دے سکیں مثلاًوسیع علم ، معجزہ ، عصمت اور عالم غیب سے رابطہ وغیرہ ۔یہ عام لوگوں سے بالاتر چیزیں ھیں لیکن ان میں صرف معجزہ ھی ایسا امرھے جس کو عوام تشخیص دے سکتے ھیں ۔پوری تاریخ میں یہ کھیں نھیں ملتا کہ کسی نے کبھی یہ کھا ھو کہ نبی کا انتخاب ھم کریں یا خدا ، یا پھلے ھم منتخب کریں بعد میں خدا تصدیق کر دے، یا پھلے خدا تعارف کرا دے بعد میں ھم منتخب کرلیں ، یا ھم تعارف کرا دیں اور خدا اسے منتخب کرے،سب صورتیں مساوی ھیں ۔

(۷)ساتویں صفت یہ ھے کہ نبی معزول نھیں ھوتا یعنی کبھی بھی کوئی یہ نھیں کھہ سکتا کہ فلاں نبی ایک مدت تک نبی تھا اور بعد میں لوگوں نے جمع ھو کریہ کھہ دیا کہ تم اب نبی نھیں رھے۔ اس لئے کہ خدا وند متعال نبی کے کردار کو مستقبل کے آئینہ میں دیکہ کر درجۂ نبوت پر فائزکرتا ھے تاکہ بعد میں معزول کرنے کی نوبت ھی نہ آئے ۔پوری تاریخ میں ایسی کوئی مثال نھیں ملتی کہ اللہ نے کسی نبی کو معزول کیا ھو ۔ اجتماعی مسائل میں تو لوگوں کو انتخاب و معزول کرنے کا اختیار ھے لیکن مسئلہ پیغمبری میں لوگوں کو یہ حق نھیں ھے ۔

(۸) آٹھویں صفت یہ ھے کہ نبی مستعفی نھیں ھو سکتا یعنی وہ یہ نھیں کھہ سکتا کہ ایک عرصہ سے کام کرتے کرتے میں تھک گیا ھوں لھذا اب اپنے عھدے سے استعفی دینا چاھتا ھوں ۔بسا اوقات اپنے معاشرہ میں نظر آتاھے کہ ایک شخص اھلیت نہ ھونے کے با وجود یہ کھتا ھے کہ آخر ھم کتنا کام کریں دس سال ، بیس سال یا تیس سال ،اب ھمت جواب دے گئی ھے لھذا اب میں اپنے عھد ہ سے سبکدوش ھونا چاھتا ھوں مگر نبوت ایسا عھدہ نھیں ھے کہ خدا جب چاھے معزول کردے اور جب چاھے نبی استعفی دے دے ۔

(۹) نویں صفت یہ ھے کہ نبی کے لئے سن و سال کی قید نہیں ھوتی ھے۔جب کہ معاشرہ کے تمام عھدوں کے لئے عمر کی قید حتمی ھوتی ھے ۔خدائی عھدوں کے لئے سن و سال کی کوئی قید نہیں ھوتی ھے اور اس کے متعلق ھمارا عقیدہ ھے کہ یہ عھد ہ عالم غیب سے متعین ھوتا ھے ۔چونکہ اس عھدے میں کچھ خصوصیات ھوتی ھیں جن کی بنا پر اللہ نبی کو مبعوث کرتا ھے ،خود قرآن مجید میں بھی اس کی تصریح موجود ھے ۔حضرت عیسیٰ (ع) کا قول نقل کیا گیا ھے کہ انھوں نے کمسنی میں فرمایا : وجعلنی نبیاً و جعلنی مبارکاً ۔

(۱۰) دسویں صفت یہ ھے کہ وہ زاھد و عابد ھو۔ جیسا کہ دعائے ندبہ میں موجود ھے " ان شرطت علیھم الزھد فی درجات ھذہ الدنیا الدنیۃ" اس لئے کہ دنیا پرست نبی نہیں ھو سکتا ۔نبی کے لئے زھد شرط ھے اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں خلوص اور صبر و تحمل جیسے صفات کا ھونا بھی ضروری ھے ۔رسول اکرم فرماتے ھیں :" مااوذی نبیاً مثل ما اوذیت" کہ جتنی اذیت مجھے دی گئی اتنی کسی نبی کو نہیں دی گئی ۔ لھذ ا نبی کو صابر بھی ھونا چاھئے۔
یہ تمام صفات و خصوصیات جو انبیا ء کے لئے بیان کی گئی ھیں امام میں بھی ھونا چاھییں ۔اس لئے کہ مذھب تشیع میں ایک بنیادی بحث یہ ھے کہ امامت نبوت ھی کا سلسلہ ھے۔ اب سوال یہ ھے کہ امام کس طرح سلسلہ ٔ نبوت سے ھے ۔اس سوال کے جواب کے لئے عقلی و نقلی دلائل مندرجہ ذیل ھیں :

عقلی دلیل

اگر عقائد و کلام کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تووواضح ھو جاتا ھے کہ جو دلائل ضرورت نبوت کے لئے بیان کئے گئے ھیں وھی دلائل ضرورت امامت کے لئے بھی پیش کئے گئے ھیں ۔ علم کلام میں ایک موضوع یہ ھے کہ کیوں ضروری ھے کہ خدا نبی کو بھیجے ؟اس بحث میں جو دلائل ذکر کئے گئے ھیں وھی دلائل ضرورت امامت کے لئے کافی ھیں ۔خدا نے بشر کو کسب کمال کےلئے پیدا کیاھے اور کمال تک پھونچنے کے لئے استاد و معلم کی ضرورت ھوتی ھے لھذا ضروری ھے کہ کوئی نبی ھو جو لوگوں کو تعلیم و تربیت کے ذریعہ کمال تک پھونچائے اور بعینہ یھی دلیل نبی کے بعدسو فیصد امام کے لئے بھی منطبق ھو گی کہ جب کوئی نبی موجود نہ ھو تو ایک ایسا معلم ھونا چاھئے کہ جو سلسلہ ٔ تعلیم کو جاری رکھے اور یھی جملہ کتاب "مسند الجواد "(یہ وہ کتا ب ھے جس میں امام جواد (ع) سے مروی روایتیں جمع کی گئیں ھیں) میں موجود ھے کہ " الامامۃ تجری مجری النبوۃ" امامت، قائم مقام نبوت ھے یعنی وہ تمام خصوصیات جو نبی میں ھوتی ھیں وہ امام میں بھی ھونا چاھییں ورنہ وہ قائم مقام نبوت نہیں ھو سکتا ۔اس مقام پر اگر غیر شیعہ علماء نے"الامامۃ تجری مجری النبوۃ " کے ساتھ ساتھ مذکورہ صفات کو قبول کر لیا تو ٹھیک ھے ورنہ ان سے بحث کرنا لا حاصل ھے جیسا کہ بعض اھل سنت حضرات ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے ۔فرض کیجئے کہ اگر کوئی شیعہ یہ کھے کہ خلیفہ اول نے تو خود ھی اپنی غلطی کا اعتراف کیا ھے لھذا وہ امام نہیں ھو سکتے تو سامنے والا جواب دے گا کہ امام کیوں نہیں ھو سکتے اس لئے کہ امام اسے کھتے ھیں جس میں غلطی و گناہ کا امکان پایا جاتاھو ۔ لیکن مکتب اھل بیت علیھم السلام میں امامت بمنزلہ ٔ نبوت ھے۔ اس لئے امام کے لئے بھی ضروری ھے کہ وہ نبی کی طرح وسیع علم ، معجزہ ، عصمت کا مالک ھو اور عالم غیب ھونے کے ساتھ ساتھ تمام لوگوں سے افضل بھی ھو لھذا جس میں یہ صفات پائیں جائیں وہ امام ھو سکتا ھے اور جس میں نہ پائی جائیں وہ امام

نهیں هو سکتا ۔

نقلی دلیل

قرآن مجید میں عصمت کے متعلق بهت سی آیتیں موجود هیں ، ان هی میں سے ایک یه هے که " یا ایها الذین آمنوا اتّقوا الله و کونوا مع الصادقین "(اے ایمان لانے والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ هو جاؤ)۔ اس کے علاوه حضرت علی (ع) نے نهج البلاغه میں اور ائمه اطهار (ع) نے بهی اپنے اقوال میں اس بات کی طرف اشاره کیا هے۔جیسا که زیارت جامعه میں هم پڑهتے هیں " معدن العلم و الرسالة "آپ معدن علم و رسالت هیں ۔ اسی طرح معجزه کے لئے فرمایا گیا هے : " ان ذلّ کل شئی عندکم " یعنی هر شئی آپ کے سامنے خاضع هے۔آپ جو چاهیں کر سکتے هیں ۔همارے مذهب میں جو امامت کا مفهو م هے اس کے اعتبار سے کوئی دوسرا امام سے برتر نهیں هو سکتا ۔ مثلاً وه تمام صفات جوایک نبی کے لئے ضروری هیں همارے نظریه کے مطابق امام میں بهی هونی چاهییں اور هیں ۔ مثلاً حضرت علی (ع) کی زندگی میں ایسے نمونے پائے جاتے هیں جن سے یه ثابت هوتا هے که آپ معصوم هیں ۔جیسا که وسعت علم کے متعلق آپ نے خود فرمایا " سلونی سلونی قبل ان تفقدونی " جو بهی پوچهنا هو مجه سے پوچه لو قبل اس کے که میں تمهارے درمیان نه رهوں ۔ اسی طرح معجزه هے یعنی وهی معجزات جو پیغمبر اکرم نے پیش کئے تهے حضرت علی (ع) بهی پیش کر سکتے تهے اور کئے بهی ۔البته همارے یهاں علم کلام کی بعض کتابوں میں یه بهی ملتا هے که معجزه صرف نبی سے مخصوص هے ،امام صاحب کرامت هوتا هے لیکن بعض کهتے هیں که نهیں ، امام بهی صاحب اعجاز هو تا هے ۔ علمائے اهلسنت نے خلفاء کے لئے افضلیت و امامت کا تو دعویٰ کیا لیکن کسی کو یه کهتے هوئے نهیں سناگیا که خلفا ء کا ارتباط عالم غیب سے بهی تها ۔هاں ، اتنا ضرور کهتے هیں که وه عادل اور بهترین شخصیت کے حامل تهے ۔ جب که همارے یهاں اس کے متعلق ایک مفصل باب موجود هے که اهل بیت (ع) محدث هیں یعنی فرشتوں سے ان کا رابطه تها ، ان سے گفتگو کرتے تهے۔ امام خمینی نے حضرت فاطمه زهرا (ع) کے متعلق اصول کافی سے صحیح سند کے ساتھ ایک حدیث بیان کی هے جس کا مفهوم یه هے که جبرئیل حضرت فاطمه زهرا (ع) کے پاس آتے تهے اور ان سے گفتگو کرتے تهے اور حضرت علی (ع) اس گفتگو کو لکهتے تهے ۔ هماراعقیده هے که امام بهی نبی هی کی طرح هوتا هے البته یه بات ذهننشین رهے که اصطلاحی وحی، ائمه(ع) کے لئے نهیں هے ۔ کبهی کبهی اهلسنت حضرات بعض غلط چیزوں کو هماری طرف منسوب کردیتے هیں اور کهتے هیں که شیعوں کے یهاں یه تصور هے که جس طرح نبی پر وحی آتی هے ویسے هی امام پر بهی ، جب که ایسا نهیں هے یه وحی اصطلاحی نهیں هے بلکه رابطه هے اور رابطه همیشه وحی کے معنی میں نهیں هوتابلکه اسے محدث کے نام سے تعبیرکیا جاتا هے جیسا که روایات میں هے که محدث خصوصیات نبی کا حامل هوتا هے اور غیروں کی به نسبت وه اپنے انتخاب و تعارف میں خدا کے علاوه کسی کا محتاج نهیں هے ۔ تاریخ میں هے که ایک مرتبه سب نے مل کر کها که عثمان خلیفه تو هیں لیکن یه خلافت کے لائق نهیں هیں ۔ لیکن همارے مذهب میں امامت و خلافت کا دار و مدار خواهش پر نهیں هوتاهے۔ ان دونوں مفاهیم میں بهت فرق هے ۔ اس نشست میں هم نے یه بحث اس لئے چهیڑی هے که هم اپنی گفتگو میں زیاده تر ان مقامات کو تلاش کریں جن میں مفهوم امامت پایا جاتاهو البته پهلے یه طے کرلیں که مفهوم امامت هے کیا ؟ اگر کوئی یه کهے که همارے نزدیک امامت کی حیثیت ایک مجسٹریٹ کی سی هے تو اس سے بحث کرنا هی فضول هے کیونکه اس صورت میں امامت میں غلطی و گناه ، جهالت اور غلط انتخاب کا امکان هو سکتا هے جب که یه بات سب سے پهلے قرآن ا و رعقلی و نقلی دلائل

سے طے ہو چکی ہے کہ "الامامة تجری مجری النبوة " اور وہ خصوصیات جو ائمہ میں ہیں دوسروں میں نہیں ہیں مثلاًعلم ، معجزہ ، عصمت ، دوسروں سے افضل ہونا ورعالم غیب سے ارتباط اور زھد و صبروغیرہ ۔یہ سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس وسیع و عریض کائنات میں سب سے بڑے زاھد و صابر حضرت علی (ع) ہیں ۔ آپ میں زھد منزل کمال پر تھا آپ سب سے بڑے صابر تھے۔صرف اس لئے کہ اسلام کو کوئی نقصان نہ پھونچے ،پچیس سال تک خاموش رہے۔

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام مذکورہ خصوصیات ایک نبی کے لئے ضروری ہیں ۔ساتھی ہی امامت قائم مقام نبوت ہوتی ہے ۔نیز یہ کہ جس میں یہ خصوصیات ہوں وہی امام ہے اور جس میں نہ ہوں وہ امام نہیں ہے ۔ جب ہم تاریخ و حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ ملتا ہے کہ یہ ساری خصوصیات حضرت علی علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں اور دوسروں میں نہیں پائی جاتیں اور بالفرض کسی میں زھد و صبر وغیرہ جیسی صفات پائی جاتی ہیں تو یقینا اس کا عالم غیب سے رابطہ نہیں ہوتا ۔ نجف کے ایک بزرگ عالم دین کاظم قریشی جن کی بیالیس کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں ۔یہ فرماتے ہیں کہ ایک سنی عالم سے میری گفتگو ہوئی ،قبل اس کے کہ ان سے گفتگو شروع ہومیں نے کہا کہ ایک شخص جو کسی ادارہ کو چلا رہا ہو اور بہت سے کام اس کے ذمہ ہوں ، اگرکہیں جانا چاہے تو کس کو اپنا نائب منتخب کرے ؟جب کہ اس کے پاس ایسا آدمی ہے جو سوفیصد تمام امور کو بخوبی انجام دے سکتا ہے اور باقی افراد ان امور کوانجام نہیں دے سکتے۔ اس عالم نے کہا کہ یہ قضیہ مسئلہ امامت میں بھی ہے۔ جب تک پیغمبر موجود ہیں دوسرے امام نہیں بن سکتے۔ یہ بات غیر معقول ہے کہ ایک شخص سوفیصد رسول کی طرح موجود مگر امام نہ بنے اور جو نا اھل ہیں وہ امام بن جائیں ۔